گوشہ انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی

مرتب: پروفیسر مشتاق کلوٹہ/نسرین وسیم/پروفیسر شائستہ سلطانہ

موضوع: تیسری صوبائی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس ۲۰۰۸ء (صوبہ سندھ)

گرامی قدر جناب پرنسپل/انچارج، پرنسپل صاحب/صاحبہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جناب والا آپ سے گزارش ہے اس دعوت نامہ کو اسٹاف روم میں آویزاں کروادیجئے تاکہ جو اساتذہ سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ اور نشرواشاعت میں حصہ لینا چاہیں اور مقالات تحریر کرنا چاہیں بالخصوص اسلامیات کے اساتذہ بالعموم جملہ اساتذہ کرام ان کو آگاہی حاصل ہوجائے۔

معزز اساتذہ کرام جون 2008ء میں شعبہ فروغ سیرت طیبہؐ کے حوالہ سے حسب سابق صوبہ سندھ کی سطح پر سیرت النبیؐ کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا جارہا ہے تمام اہل علم، ڈاکٹرز، پروفیسرز علماء کرام اور ریسرچ اسکالرز کو سیرت النبیؐ کے کسی بھی پہلو پر اردو، عربی، انگریزی، سندھی زبان میں مقالہ لکھنے کی دعوت دی جارہی ہے۔

ا۔ مقالہ آپؐ کی سیرت طیبہؐ کے کسی بھی پہلو پر تحریر کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ مقالہ دس تا پندرہ صفحات پر مشتمل ہو۔

۳۔اصول تحقیق کے مطابق مقالات تحریر کئے جائیں ورنہ کانفرنس میں شامل نہیں ہوسکیں گے۔
(یعنی حواشی وحوالہ جات مقالہ کے آخر میں ہوں اور حوالہ جات مکمل ہوں جس میں مصنف کا نام، کتاب کا نام سنہ طباعت، مقام طباعت/ ناشر اور جلد وصفحہ لازماً درج کیا جائے)

۴۔مقالات عہد حاضر کی مناسبت سے علمی اسلوب میں ہوں اور غیر فرقہ دارانہ مواد پر مشتمل ہوں۔

۵۔مقالہ اس سے قبل کسی بھی جگہ نہ پیش کیا گیا ہو اور نہ شائع ہوا ہو۔

۶۔مقالات حسب سابق علوم اسلامیہ انٹرنیشنل (اردو، عربی، انگریزی، سندھی) میں شایع کئے جائیں گے (انشاءاللہ)۔

۷۔مقالہ نگار اگر مقالہ کے بارے میں فون پر تبادلہ خیال کرلیں یا بذریعہ خط آگاہ کردیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی سندھ (رجسٹرڈ) علوم اسلامیہ کے 250 سے زائد کالجز سے وابستہ اساتذہ کرام کی واحد نمائندہ رجسٹرڈ تنظیم ہے جس کے زیر اہتمام 2005/06ء میں چھ سیمینار اور کانفرنسیں منعقد ہوچکی ہیں۔

پروفیسر عبدالحفیظ صاحب
کنوینیر شعبہ فروغ سیرت طیبہ ﷺ
03002919228

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی
پرنسپل قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج
لیاقت آباد، قاسم آباد کراچی
ہیڈ آفس: 162 سیکٹر L/8 اورنگی ٹاؤن کراچی
75800-فون 0300-2664793
021-6659703 021-5442489

عہد حاضر میں مکالمہ/ ڈائیلاگ پر قومی کانفرنس کی ضرورت واہمیت

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

ہمارے نکتہ نظر کے مطابق مکالمہ ہی ہر مسئلہ کا حل ہے اور اس کا آغاز عہد نبویؐ سے ہوتا ہے آپؐ نے حاضر ہونے والے کئی سو وفود سے جو مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے تھے مکالمہ کیا مکتوبات لکھے لیکن بعض مورخین کے مطابق مکالمہ کے اس خیال کا آغاز عالمی طور پر ۱۹۳۲ء میں ہوا، جب فرانس نے اپنے چند نمائندوں کو الازہر یونیورسٹی کے علماء سے اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے ملاپ کے خیال پر گفتگو کرنے کیلئے بھیجا۔ اس کے بعد ۱۹۳۳ء میں پیرس کانفرنس منعقد کی گئی جس میں فرانس برطانیہ، سوئزرلینڈ، امریکہ، اٹلی، پولینڈ، سپین، ترکی اور چند دوسرے ممالک کی تمام یونیورسٹیوں سے مشنریوں اور مستشرقین نے شرکت کی۔ ۱۹۳۶ء کی ''دنیا کے مذاہب کی کانفرنس'' دوسری جنگ عظیم سے قبل مذاہب پر ہونے والی آخری کانفرنس تھی، جس کے بعد سے یورپی ممالک کا دھیان ان کانفرنسوں سے ہٹ گیا۔

۱۹۶۴ء میں پوپ پاؤل ششم Pope Paolo VI نے ایک خط بھیجا جس میں اس نے مذاہب کے مابین مکالموں پر زور دیا۔ اس کے بعد ۱۹۶۹ء میں ویٹیکن Vatican نے ''مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین مکالمے کیلئے رہنما اصول'' کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ ستر اور اسی کی دہائیوں کے درمیان تیزہ سے زیادہ مرتبہ بین المذہبی اور بین الثقافتی مکالمے کیلئے ملاقاتیں اور کانفرنسیں ہوئیں، جن میں سب سے مشہور بلجیم میں ہونے والی ''مذہب اور امن کی دوسری عالمی کانفرنس'' تھی، جس میں دنیا کے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے چار سو افراد نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ اسپین کے شہر قرطبہ میں ایک کانفرنس منعقد کی گئی، جس میں ۲۳ ممالک کے مسلمان اور عیسائی نمائندوں نے شرکت کی۔ یہ دونوں کانفرنسیں ۱۹۸۴ء میں منعقد کی گئیں۔ جس کے بعد ۱۹۷۹ء میں تیونس کے شہر کرتج میں ''عیسائی مسلمان اسمبلی'' کا انعقاد ہوا۔

نوے کی دہائی سے بین المذہبی مکالمے پر زور دینے والے افراد پہلے کے مقابلے میں سب سے زیادہ سرگرم ہوگئے۔ انہوں نے ۱۹۹۳ء میں اردن میں ''عرب۔ یورپی کانفرنس'' منعقد کی، جس کے بعد ۱۹۹۴ء میں بین المذہبی مکالمے کیلئے خرطوم کانفرنس منعقد کی گئی۔ ۱۹۹۵ء میں دو کانفرنسیں

ہوئیں، جس میں سے ایک سٹاکہوم اور دوسری عمان میں ہوئی، اور ان دونوں کے بعد ۱۹۹۶ء میں ''اسلام اور یورپ'' کے عنوان سے اردن کی اہل البیت یونیورسٹی میں ایک کانفرنس ہوئی۔

کانفرسوں میں شرکت کرنے والوں کی تجاویز: مولانا عبدالرؤف فاروقی تحریک حزب التحریر کی کتاب خطرناک تصورات کے حوالہ سے اس کے اہداف کو درست نہیں سمجھتے ہیں لکھتے ہیں بین المذاہب، بین الثقافتی مکالموں کے نام پر اسلام اور یورپ کے مابین ہونے والی کانفرنسوں میں جو تجاویز پے کی گئیں ان میں چیدہ چیدہ تجاویز مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ کفر، دہریت، شرک، ایمان، اسلام، اعتدال، انتہا پسندی اور بنیاد پرستی جیسے الفاظ کے نئے معنی ترتیب دیے جائیں اور اپنایا جائے تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ یہ الفاظ مختلف مذاہب کے لوگوں کی باہمی تفریق کا باعث نہ بنیں۔

۲۔ تینوں مذاہب (یعنی اسلام عیسائیت اور یہودیت) کے عقیدہ، اخلاقیات اور ثقافت میں مشترکہ عناصر کی نشاندہی کی جائے وران مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان مثبت تعاون پر خاص زور دیا جائے، کیونکہ تمام اہل کتاب ایمان والے ہیں اور وہ سب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

۳۔ انسانی حقوق پر مشترکہ دستاویز تیار کی جائے تو کہ مختلف مذاہب کے لوگوں کے مابین امن اور ہم آہنگی پیدا کی جائے ایسا ممکن بنانے کیلئے اس احساس کو مٹانا ہوگا کہ مختلف مذاہب کے درمیان خون کی دیوار حائل ہے اور مختلف لوگوں کو اپنی الگ الگ ثقافتوں اور مختلف ممالک کی اپنی جدا جدا پالیسیوں کے تصور کو ختم کرنا ہوگا۔

۴۔ تاریخ اور تعلیم کے نصابوں پر نظر ثانی کی جائے تاکہ انہیں نفرت اور اشتعال انگیز مواد سے پاک کیا جاسکے۔ مذہبی تعلیم کو بنیادی انسانی تعلیم کا حصہ سمجھا جائے گا جن کا مقصد ایسی شخصیتیں پیدا کرنا ہوگا جو مختلف ثقافتوں خو اپنا سکیں اور دوسرے لوگوں کو بخوبی سمجھ سکیں۔ چنانچہ مطالعے کو مخصوص اعتقاد اور عبادات تک محدود کرنے کے عمل کو رد کرنا ہوگا۔

۵۔ عدل، امن عورتوں کے حقوق، انسانی حقوق، جمہوریت، تکثیریت (Plaurlism)، کام کاج کے اخلاقی ضابطوں، آزادی، عالمی امن، پرامن قبہائے باہمی، مختلف ثقافتوں کی طرف دل کو کھلا رکھنا اور سول سوسائٹی جیسے تصورات کے مطالعے کو فروغ دیا جائے اور ان کے متعلق مشترکہ آراء قائم کی جائیں (سہ ماہی مکالمہ بین المذہب جنوری ۲۰۰۸ء ص/۳۴)

مکالمہ کرنے والے اب اس کا دائرہ مزید وسیع کرنا چاہتے ہیں۔ اب یہ محض ان چند لوگوں تک محدود نہیں رہے گا جو چند کانفرسیں اور سیمینارز میں شرکت کرتے ہیں۔ بلکہ اس مکالمے میں معاشرے میں موجود ہر قسم کے لوگوں کو شریک کیا جائے گا۔ خواہ وہ مرد ہوں، عورتیں ہوں، پڑھے لکھے لوگ ہوں یا محنت کش لوگ۔ یہ سب کچھ یونیورسٹیوں، تعلیمی اداروں، مختلف جماعتوں اور انجمنوں کے ذریعہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ کانفرنس کے کچھ شرکاء نے بیان کیا ہے۔ اس سب کا مقصد یہ ہے کہ لوگ معاشی نظام، معاشرتی تعلقات، سیاست اور تعلیم وغیرہ میں مغربی تہذب کو شامل کریں۔ چنانچہ سرمایہ دارانہ نظام کے علم برداروں کے بقول سرمایہ دارانہ نظام (یعنی کیپٹل ازم) انسانیت، عقل پسندی، آزادی اور جمہوریت کا نام ہے۔ ان کے مطابق یہ آج کی نئی اور کامیاب تہذیب ہے اور اسلام کو اندھے اعتقاد، وراثتی چیز اور جبر کے طور پر دیکھا جاتا ہے جبکہ اسلام کو دین کے تسلط، ایک سے زیادہ شادیوں اور غلامی جیسے تصورات کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ لہذا اسلام ایک غیر مہذب مذہب ہے!

ان کانفرنسوں کا اصل مقصد مسلمانوں کو چھپانے کیلیئے ایک اسلوب کے طور پر عیسائیوں، یہودیوں اور مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں، بدھ مت کے پیروکاروں اور سکھوں کو بھی شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ جاپان میں ہونے والی "عالمی کانفرنس برائے مذہب اور امن" میں اور ۱۹۷۰ء میں بیروت میں ہونے والے ایک سیمینار میں بھی ایسا ہی کہا گیا تا کہ مسلمانوں کو بالکل محسوس نہ ہو کہ اس کا اصل ہدف مسلمان ہیں۔ یہ نام نہاد مسلمان علماء اسلام کو بدھ مت اور دیگر مذاہب کی صف میں کیسے کھڑا کر سکتے ہیں؟

یہ بھی ایک نقطہ نظر ہے جسے فاروقی صاحب نے پیش کیا ہم سمجھتے ہیں پروپیگنڈہ کے ازالہ کیلیئے مکالمہ سے بہتر کوئی راستہ نہیں

مغرب اصل میں مسلمانوں کو دشمن کے طور پر دیکھتا ہے۔ یہی نقطہ نظر ان بین المذاہب مکالموں کا سبب ہے اور یہی اس مکالمے کو ایک سمت دیتا ہے۔ مثال کے طور پر فرانسیسی کلچر کے انسائیکلوپیڈیا میں جو کہ ایک مشہور مطالعاتی کتاب ہے۔ لکھا ہے کہ رسول اللہؐ ایک قاتل اور عیسیٰ کے دشمن تھے، وہ عورتوں کو اغوا کرتے تھے اور انسانی سوچ کے بہت بڑے دشمن تھے۔

اسی طرح مغربی یورپ کی اکثر نصابی کتابوں میں محمدؐ، اسلام اور مسلمانوں کو بہت ہی بھیانک طریقہ سے پیش کیا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ہی امریکی مفکر فوکویاما کی کتاب'' دی اینڈ آف ہسٹری'' میں یہ بیان کیا گیا: ''سرمایہ دارانہ نظام انسان کیلئے دنیا میں لافانی نجات کا سبب ہے۔ اسلام اپنی تمام تر کمزوریوں اور شکست وریخت کے باوجود اس نئے اور کامیاب طرز زندگی کیلئے خطرہ ہے''۔

نیٹو کے سابق جنرل سیکریٹری ہاویئر سولانہ نے کہا: ''بنیاد پرست اسلام مستقبل کی عالمی سیاست کیلئے ایک خطرہ ہے''۔ مستشرق برنارڈ لیوس نے اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام کے متعلق کہا: ''یہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ ان کے مابین مکالمے کا کوئی مستقبل نہیں''۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے پولٹیکل سائنس کے پروفیسر اور انسٹی ٹیوٹ آف اسٹریٹیجک اسٹڈیز کے ڈائریکٹر سیموئل ھنگٹن نے بیان کیا کہ: ''خارجہ پالیسی پر مستقبل میں تہذیبوں کے مابین جنگ کا غلبہ رہے گا۔ ان تہذیبوں کو تقسیم کرنے والی لکیریں ہی مستقبل میں جنگ کی لکیریں ہونگی۔'' اس کے بعد اس نے کہا: ''مذہب خود کو بالکل الگ رکھتا ہے اور یہ بات لوگوں پر واضح ہے۔ ایک شخص آدھا فرانسیسی اور آدھا عربی تو ہوسکتا ہے۔ لیکن کسی شخص کے لئے آدھا کیتھولک عیسائی اور آدھا مسلمان ہونا نہایت مشکل ہے'' غیر مسلموں کے ان جارحانہ رد یہ کا جواب صرف مکالمہ ہے۔

اکتوبر ۲۰۰۶ء کے اواخر میں پاکستان کے دوروزہ سرکاری دورہ پر آئے ہوئے برطانیہ عظمیٰ کے ولی عہد شہزادہ چارلس نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ صدر پاکستان پرویز مشرف اور وزیر اعظم جناب شوکت عزیز صاحب سے ملاقات کی، ملاقات کے دوران فریقین نے دیگر امور کے علاوہ اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ دنیا کے مختلف مذاہب اور اقوام کے درمیان ڈائیلاگ ہونا چاہئے۔ اس کے ڈیڑھ ہفتہ کے بعد برطانیہ ہی کے وزیر اعظم مسٹر ٹونی بلیئر بھی پاکستان کے سرکاری دورے پر آئے، اس دورے میں وہ پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف اور وزیر اعظم شوکت عزیز سے ملے، مسٹر ٹونی بلیئر نے دورہ پاکستان کے دوران مختلف تقریبات میں اظہار خیال کرتے ہوئے اسلام کو ایک اعتدال پسند مذہب قرار دیا عیسائیت اور اسلام اور دوسرے بڑے بڑے مذاہب کے درمیان ڈائیلاگ کی ضرورت پر زور دیا۔

امریکہ کے صدر جارج ڈبلیو بش نے مسلم ممالک کے سفیروں اور مسلم کمیونٹی کی نمائندہ شخصیات کے اعزاز میں حسب روایات 1427/2006ھ میں رمضان کے مقدس ماہ میں افطار ڈنر میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "وقت آ گیا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والے ایک دوسرے سے مکالمہ کریں اور مشترکہ اقدار جیسے خدا پر یقین، اپنے خاندان سے محبت اور اعتدال پسندی اور ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرنے کے رویوں کو فروغ دیں" انہی دنوں پاپائے روم پاپ بینی ڈکٹ نے ویٹی کن میں مسلم نمائندوں کے ایک وفد سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں یہودیوں اور عیسائیوں کے مذاہب کے درمیان غلط فہمیاں اور منافرت پھیلانے والوں کا محاسبہ کرنا چاہیے، ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنا اور یک دوسرے کا سنجیدگی سے جائزہ لینا ہوگا"۔ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل مسٹر کوفی عنان نے حال ہی میں مختلف ممالک کی نمائندہ شخصیات سے ملاقات کے موقع پر October 2006 بین المذاہب مکالمہ پر زور دیتے ہوئے کہا کہ "اسلام تحمل رواداری، بقائے باہمی، جیو اور جینے دو کے اصول کی تعلیم دیتا ہے"

چیف ایڈیٹر

پاکستان کے ممتاز دانشور محمود شام کے ایک مضمون کے مندرجات سے پتہ چلا کہ امریکہ میں حضرت ابراہیمؑ کو مرکز بنا کر مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کو مذاکرات اور تبادلہ خیال کے ذریعہ ایک دوسرے سے قریب لانے کی تحریک زور پکڑ رہی ہے۔ ملائشیا کے ممتاز مسلم اسکالر ماہر تعلیم ڈاکٹر چندر امظفر نے کچھ عرصہ پہلے اسلام آباد میں "بین المذاہب ہم آہنگی اور ڈائیلاگ اور مسلمانوں کا ردعمل" کے موضوع پر منعقدہ ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے تمام مذاہب کے درمیان مکالمہ کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا "دنیا کے تمام مذاہب انسانیت کا درس دیتے ہیں، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان باہمی محبت اخوت اور بھائی چارہ کو فروغ دیا جائے"، اس مقصد کے لئے لوگوں کے درمیان ڈائیلاگ (باہمی مذاکرات وتبادلہ خیال) وقت کی اہم ضرورت ہے، دین کا تصور معاشرہ کی بہتری کی راہ ہموار کرتا ہے۔ مذہب دراصل کلچر ورائٹی کا مظہر ہیں، عیسائی یہودی، ہندو، پارسی غرض کہ ہر مکتبہ فکر کا اپنا اپنا کلچر ہے جو معاشرہ میں رنگینی کا پرتو ہے، قرآن پاک میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے

درمیان ہم آہنگی پر زور دیا گیا ہے۔'' 2006 کے کرسمس ڈے کی مناسبت سے ایوان صدر میں عیسائی مذہب کی منتخب نمایاں شخصیات سے خطاب کرتے ہوئے صدر مشرف نے مختلف مذاہب اور نظریہ رکھنے والے لوگوں میں امن و آتشی کے قیام کے لئے ڈائیلاگ بین المذاہب کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا ہے۔ اس سے قبل بھی امریکی یہودیوں کی ایک تبلیغی ٹیم کی دعوت پر صدر پرویز مشرف نے امریکہ میں بین المذاہب ڈائیلاگ کے موضوع پر خطاب میں بین المذاہب خاص طور پر مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین ضرورت پر زور دیا ہے۔ پاکستان کے مشہور و معروف دانشور، کالم نویس حامد میر نے امریکہ میں ایک سیمینار میں شرکت کی جہاں انہوں نے ڈائیلاگ بین المذاہب پر منعقدہ کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی کی، وہاں انہوں نے اسلام پر اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب دیا۔ پاکستان کے سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو اور الطاف حسین نے بھی اس سال کرسمس کے موقع پر عیسائیوں کو کرسمس کی مبارک باد کا پیغام دیتے ہوئے عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین ڈائیلاگ کو وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے توسط سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ، برطانیہ، روس جرمن، فرانس جاپان اور انڈیا سمیت دنیا کے تقریباً تمام ممالک کے علمی حلقوں میں آجکل ''مذاہب اور اقوام کے درمیان ڈائیلاگ'' مذاکرات اور باہمی گفت و شنید کی ضرورت کا تذکرہ زور شور سے ہو رہا ہے اور اس موضوع پر مختلف سطحوں پر مذاکرات اور کانفرنس میں شریک دانشوروں اور اہل علم کے درمیان اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ '' مذاہب، اقوام اور مختلف تہذیبوں کو آپس میں لڑنے جھگڑنے کے بجائے ایک دوسرے کو برداشت کرنے اور ایک دوسرے کو سننے سمجھنے اور باہم مل جل کر زندگی گزارنے کیلئے راہیں ہموار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (جنگ کراچی ۱۶ جنوری ۲۰۰۷ء)

یہ مکالمہ کیسے کیا جائے؟ کون کرے گا؟ کن پہلوؤں پر مکالمہ ممکن ہے؟ مکالمہ کے کیا فوائد ہیں؟ ان سوالوں کے تفصیلی جوابات دینے کیلئے ایک کتاب بعنوان

مکالمہ واتحاد بین المذاہب کی مذہبی بنیادیں
امکانات فوائد، تجاویز

سیرت طیبہ، اسوۂ انبیاء علیہم السلام اور کتب مقدسہ کے تناظر میں
لکھی اور شائع کی ہے جس کا انگریزی مفہوم کچھ اس طرح ہے

Dialog on basic foundations of International Religions Possibilities, Benefits and Suggestions under thescope of Seerat-un-Nabi (Peace be upon him) and Seerat-ul-Ambia (Alehessalam)

اس کاوش کا بنیادی مقصد مندرجہ بالا بازگشت کو عملی جامہ پہنانے کیلئے علمی رہنمائی فراہم کرنا بالخصوص اردو زبان کے قارئین کو غور وفکر کی دعوت کے ساتھ مکالمہ کے لئے تیار کرنا ہے کتاب کے اہم مباحث یہ ہیں

کتاب کا تعارف

یہ کتاب ایک مقدمہ اور نو ابواب پر مشتمل ہے مقدمہ میں عہد حاضر کے حوالے سے سیرت طیبہ کی اہمیت، مکالمہ کی ضرورت ودائرہ بحث اور رکاوٹوں سے بحث کی گئی ہے۔

پہلا باب: پہلے باب میں تفصیلاً مکالمہ کی تعریف وتعارف، ضرورت واہمیت اور مکالمہ کے ۲۵ آداب وشرائط سیرت طیبہ کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔

دوسرا باب: دوسرے باب میں مکالمہ کے قرآنی نظائر پیش کئے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء اکرام نے کس طرح کیا اسوۂ انبیاء علیہم السلام کے بعد آپ کے مکالماتی نظائر پیش کئے گئے ہیں۔ اور مکالمہ کی دیگر صورتیں مثلاً وفود۔ خط وکتابت سفراء کے ذریعے پیغامات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے اور مکالمے کے اثرات کو بھی نمایاں کیا ہے۔

تیسرا باب: برصغیر میں مکالمے کی تاریخ پر مشتمل ہے اور ماضی کی کچھ شخصیات کا اس حوالے سے تعارف کرایا گیا ہے عہد حاضر کی اہم شخصیت ڈاکٹر ذاکر نائک ہیں لیکن ان کے ذاتی حالات

دستیاب نہیں ہو سکے ہیں اسی طرح بعض دیگر شخصیات کے حالات کا بعد میں اضافہ کر دیا جائے گا۔

چوتھا باب: مذہب کی تعریف وتعارف پر مشتمل ہے جسمیں ثابت کیا ہے مذہب انسانی زندگی کی ضرورت ہے اور مذہب مکالمہ کی بنیاد بن سکتا ہے اس کے ساتھ دیگر اہم مذاہب کا تعارف وجائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

پانچواں باب: مذاہب کے درمیان استعمال ہونے والے مشترکہ لفظ اللہ کی تحقیق پر مشتمل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے مذاہب کی بنیاد عقیدہ توحید پر تھی جو کہ بعد میں تبدیل ہوگئی۔

چھٹا باب: آپ ﷺ کی سیرت طیبہؐ کے خاص پہلو سے منسلک ہے اس میں آپ ﷺ کی دیگر انبیاء سے مماثلت کو نمایاں کیا گیا ہے اور قاری کو آگاہ کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ جامع ومانع وآخری شخصیت ہیں جو اللہ کی طرف سے ساری انسانیت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

ساتواں باب: عقیدہ توحید کی وضاحت پر مشتمل ہے کہ اہم مذاہب میں اللہ کا تصور اور عقیدہ توحید کے بارے میں کیا رائے ہے تاکہ باہم اتحاد اور مکالمہ کی بنیاد فراہم ہو سکے

آٹھوں باب: اس میں ان کوششوں اور کاوشوں کا ذکر ہے جو ہمارے پیغمبر نے دیگر مذاہب سے اتحاد کے خاطر کیں۔اسی کے ساتھ اسلام کی جامع ومانع تعلیمات اور اس کی خوبیوں کو نمایاں کیا گیا ہے تاکہ غیر مسلم اس نکتہ پر غور وفکر کریں۔

نواں باب: یہ آخری باب ہے جس میں مذہبی اتحاد کی بنیادوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور ثابت کیا ہے کہ مذہب نئے اور نئی کتاب کی ضرورت کیوں تھی؟ آخر میں تجاویز پیش کرنے کے بعد کتابیات کی فہرست منسلک کر دی گئی ہے۔

اس فکر کو عملی شکل دینے کیلئے انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی سندھ کے زیر اہتمام ایک

کانفرنس بعنوان

عالمی مذاہب کے درمیان مکالمہ

باہمی خدشات امکانات اور تصادم

اسوۂ انبیاء علیہم السلام اور کتب مقدسہ کے تناظر میں

اعلان کیا جاچکا ہے لیکن وسائل کی عدم دستیابی کے سبب پروگرام کی تاریخ متعین نہیں کی گئی ہے جیسے ہی کوئی صورت بنی ۲۰۰۷ء ہی میں کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کردیا جائے گا

حکومت سے قومی سیرت النبیؐ کانفرنس میں تعاون کی درخواست

بعنوان ''عالمی مذاہب کے درمیان مکالمہ باہمی خدشات، امکانات، تصادم اور ان کا حل اسوۂ انبیاء علیہم السلام اور کتب مقدسہ کی روشنی میں''

گرامی قدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب والا جیسا کہ آپ کے علم میں ہے ''انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کالجز کراچی سندھ'' جو ۲۵۰ کالجز کے علوم اسلامیہ سے وابستہ اساتذہ کرام کی واحد نمائندہ رجسٹرڈ تنظیم ہے ۱۹۶۴ء میں اس کی بنیاد رکھی گئی ۱۹۸۵ء میں باقاعدہ رجسٹرڈ ہوئی اس کے بعد سے اس کے باقاعدہ انتخابات ہورہے ہیں اس کا کسی بھی سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔2004-5ء اور2005-6ء کے انتخابات میں نئے عہدیداران منتخب ہوئے۔ جنہوں نے سیاسی و ذاتی مفادات کی روش کے بجائے آئین کے مطابق سیمینارز، کانفرنسیں اور تصنیفی کام کا آغاز کیا۔ تنظیم کے قیام کا مقصد اسلامیات کی تدریس ونصاب میں بہتری لانا، اساتذہ کے تصنیفی وتدریسی ذوق کو بہتر بنانا اور تبلیغی فرائض کو ادا کرنے کے ساتھ اپنی ومعاشرہ کی اصلاح کرنا ہے۔

تنظیم کے زیر اہتمام دو روزہ قومی سیرت النبیؐ کانفرنس کا پروگرام ہے جس کا عنوان مندرجہ بالا ہے۔ ہمارے اس پروگرام کو صوبائی اور وفاقی سطح پر سراہا گیا ہے جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے ہمارے اعلان کے (پانچ ماہ بعد) روزنامہ جنگ کراچی ۸/اکتوبر ۲۰۰۵ء کے وفاقی وزارت مذہبی امور کے اشتہار کے مطابق ربیع الاول ۲۰۰۶ء کی قومی وصوبائی سیرت کانفرنسوں کے لئے حکومت نے اسی موضوع کا انتخاب کیا ہے۔ ہماری اس کانفرنس میں مسلم مفکرین کے ساتھ

دیگر مذاہب (عیسائی، ہندو، بدھ، سکھ، پارسی وغیرہ) کے معروف ومستند اسکالرز واہل علم حضرات شام ہوں گے۔ یہ اسکالرز و محققین اپنی اپنی کتب مقدسہ اور اسوۂ انبیاء علیہم السلام کے تناظر میں عالمی قیام امن کیلئے تجاویز پیش کریں گے اور باہمی نفرت وبدگمانیوں کے اسباب کا جائزہ لینے کے ساتھ اس کا حل پیش کرتے ہوئے مشترکہ نکات کی نشاندہی کریں گے (جس کی ترغیب قرآن کی سورۃ آل عمران آیت ۶۱۴ میں دی گئی ہے) کانفرنس میں ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کو بھی مدعو کیا جا رہا ہے۔ کانفرنس کے اخراجات کا تخمینہ تقریباً سات لاکھ روپے ہے ان عظیم مقاصد کی تکمیل مں آپ کا تعاون درکار ہے۔

انجمن نے ۲۰۰۵ء کی صوبائی سیرت النبی ﷺ کانفرنس کے موقع پر عالمی قیام امن کیلئے قومی کانفرنس ۲۰۰۶ء کا اعلان کیا تھا جس کا موضوع ہے۔ ”عالمی مذاہب کے درمیان مکالمہ۔ باہمی خدشات امکانات اور تصادم اسوہ انبیاء علیہم السلام اور کتب مقدسہ کے تناظر میں“ وفاقی وزارت مذہبی امور نے ہمارے اس موضوع پر ۲۰۰۶ء میں قومی کانفرنس کا انعقاد کیا ہے اور چاروں صوبوں کو اس موضوع پر کانفرنسیں منعقد کرنے کا حکم دیا ہے جس سے ہمارے منتخبہ موضوع کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہم جلد اس پر کانفرنس منعقد کرنا چاہتے ہیں آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں اور اس سلسلہ میں تجاویز تحریر فرمائیں، کچھ تجاویز سیرت النبیؐ نمبر ۲۰۰۶ء میں شائع ہو چکی ہیں

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی قرآنی خدمات

مصنف

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(زیر طبع)